THE SCHOLAR
Islamic Academic Research Journal
ISSN: 2413-7480(Print) 2617-4308 (Online)
DOI:10.29370/siarj
Journal home page: http://siarj.com

مشترکہ اور جداگانہ خاندانی نظام کا اسلامی تعلیمات کے تناظر میں علمی و تقابلی جائزہ

A COMPARATIVE ANALYSIS OF THE JOINT AND SEPARATE FAMILY SYSTEMS IN THE LIGHT OF ISLAMIC TEACHINGS

1. **Shabana Rafiq**

Ph.D. Scholar , Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

Email: sdkhan6656@gmail.com

ORCID ID:

https://orcid.org/0000-0003-0602-4751

2. **Zia ur Rehman**

Associate Professor , Department of Qur'anic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

Email: zia.rehman@iub.edu.pk

ORCID ID:

https://orcid.org/0000-0002-4580-7970

To cite this article:
Rafiq, Shabana, and Zia ur Rehman. "A COMPARATIVE ANALYSIS OF THE JOINT AND SEPARATE FAMILY SYSTEMS IN THE LIGHT OF ISLAMIC TEACHINGS." The Scholar-Islamic Academic Research Journal 7, No. 1 (June 30, 2021): 55–80.

To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar4

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 7, No. 1 || January -June 2021 || P. 55-80
Publisher	Research Gateway Society
DOI:	10.29370/siarj/issue12urduar4
URL:	https://doi.org/10.29370/siarj/ issue12urduar4
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2021-06-30

CC BY NC SA
Open Access

مشترکہ اور جداگانہ خاندانی نظام کا اسلامی تعلیمات کے تناظر میں علمی و تقابلی جائزہ

A COMPARATIVE ANALYSIS OF THE JOINT AND SEPARATE FAMILY SYSTEMS IN THE LIGHT OF ISLAMIC TEACHINGS

Shabana Rafiq, Zia ur Rehman

ABSTRACT:

Islam is a complete code of life that provides guidance to its followers in all Fields of life. Islam emphasizes the development of an ideal society. The family system is the fundamental unit of any society. if excellent and healthy principles are instilled in the family structure, the resulting society will undoubtedly shine with the brilliance of righteous ideals. The holy Qur'an also emphasises the importance of family relationships and relations with relatives. Basically a family consists of men, women and their children. In any society this relationship as much as will be stronger and more stable then there will be the most peace and prosperity in the society. In Islam there are two types of family systems Joint and separate family systems. Islam has emphasized family stability, but in our society, most of the joint family system is prevalent. In this system, husband and wife, father-in-law, sister-in-law and brother-in-law etc. live in the same house. Everyone has a common food and living arrangement, which creates a lot of problems and confusions. the present article will focus on "what is the basic concept of joint and separate family systems and its solution in Islam. And what are the problems that arise in the joint family system and how can it be solved in the light of the teaching of Islam and from the way of Islam it will be tried to see which of the joint and separate family systems is better. However, the advantages and disadvantages will be evaluated.

KEYWORDS: Joint family system, Separate family system, Islamic teaching, Comparison

کلیدی الفاظ: مشترکہ خاندانی نظام، خاندانی نظام، اسلامی تعلیم، تقابلی جائزہ

تمہید:

اسلام ایک ایسا نظام حیات ہے جو زندگی کے تمام شعبوں میں انسانیت کی راہ نمائی کرتا ہے۔ اسلام نے مرد و زن کو ازدواجی رشتے میں منسلک کر کے معاشرتی زندگی کی خوبصورتی کا زریعہ بنایا ہے ان دو صنفوں کے میلاپ سے ہی خاندانی نظام کی بنیاد پڑتی ہے خاندانی تنظیم کا دارو مدار مرد و زن کے باہمی تعلقات اور اُن کی مشترکہ ذمہ داریوں کی ادائیگی پر ہے اللہ تعالیٰ نے اگر مرد کو نان و نفقہ کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے تو عورت کو بھی گھر کی ذمہ دارہ سونپی ہے۔ عام طور پر ایک خاندان میں مرد و عورت اور ان کے بچے شامل ہوتے ہیں کسی بھی معاشرے میں یہ تعلق جتنا زیادہ مضبوط اور منظم ہو گا معاشرہ اُتنا ہی امن اور خیر خواہی کا حامل ہو گا۔ اسلام نے خاندانی استحکام پر زور دیا ہے لیکن ہمارے معاشرے میں زیادہ تر مشترکہ خاندانی نظام کا رواج ہے اس نظام میں میاں بیوی، ساس سسر، نند اور دیور وغیرہ ایک ہی گھر میں رہتے ہیں سب کے کھانے پینے اور رہنے کا انتظام مشترکہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے بہت سارے مسائل اور الجھنیں پیدا ہوتی ہیں ہمارے معاشرے میں موجود مشترکہ خاندانی نظام کے مسائل کی تصویر کشی کی گئی ہے جس کی نشاندی ضروری ہے۔

خاندان کا تعارف:

خاندان فارسی زبان کے لفظ سے مستعمل ہے۔ جسکے لغوی معنی ہیں نسل، قبیلہ، گوت، کٹم، گھرانہ وغیرہ۔[1]
فیروز الغات میں اس کے معنی نسل، قبیلہ، گھرانہ اور کنبہ کے ہیں۔[2]

1 .Dehlvi, Sayd Amad, Farhang e Asfia, rafa,e aama press, Lahore,1900,2, page:179

2 .Feroz uldeen, Alhaj, molvi, Feroz- ul –lughat Feros Sanz Lahore, page, 583

انگریزی زبان میں خاندان کے لیے فیملی اور فارسی زبان میں خانوادہ اور عربی زبان میں اس کے لیے "عائلہ" اور "الاسراہ" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جس کے معنی مضبوطی کے ساتھ باندھنے اور جوڑنے کے ہیں اس کے علاوہ محفوظ قلعے کو بھی عربی میں الاسرۃ کہتے ہیں یہا ں اسراہ کا مادہ اس رہے۔ اس رکا مادہ لسان العرب میں اس طرح لکھا گیا ہے۔

ولاسرۃ الحصاء والبیض المکلل والرماح3

"اسراء" کا مترادف "عائلہ" ہے عربی زبان میں خاندانی زندگی کے لیے عائلی اور سربراہ خاندان کے لیے "عیال الرجل" کی اصلاح مستعمل ہے۔ جیسا کہ لسان العرب میں ہے

وعیال الرجل وعلیہ الذین یتکلفل بھم وقد یکون الحیل واحدا و الجمع عالتہ۔4

خاندان کی اصطلاحی تعریف:

ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا کے مطابق،

> "خاندان ایک قدیم ترین انسانی ادارہ ہے اور یہ بہت اہم ہے بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ خاندان صرف ماں باپ اور بچوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت میں لفظ فیملی کے معنی صرف یہی نہیں ہیں بلکہ قدیم زمانے کے علاوہ آج کل کئی دیگر ممالک میں یہ والدین اور بچوں کے علاوہ دیگر رشتہ داروں پر مشتمل ہوتا ہے"5

موسوعة الفقهية الكويتية میں خاندان "اسرۃ" کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

---

3 Afriqi, Ibne Manzoor, Lisan ul Arab, Darul Ahya Alturas ul Arbi Berut, 1988,3,page:76

4.Ibid page: 485

5 Dictionary of social sciences.page,257

"اسرة الإنسان: عشيرته ورهطه الادنون، ماخوذ من الاسر، وهو القوة، سموا بذلك

لأنه يتقوى بهم، والأسرة: عشيرة الرجل واهل بيته (6)

انسانی خاندان، ایک شخص اس کی آل اولاد اور باپ کی طرف سے قریبی رشتہ داروں پر مشتمل ہوتا ہے اور اسرۃ اسر سے ماخوذ ہے اور اسر قوت وطاقت کو کہا جاتا ہے اور اس کا یہ نام پڑنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے انسان اپنی آل اولاد ہونے کی بناء پر قوت محسوس کرتا ہے اور آدمی کے اپنے گھر کی نان ونفقہ کی ذمہ داری کو اسرۃ کہتے ہیں۔

ابن خلدون کے مطابق

"خاندان ایک معاشرتی گروہ ہے۔ جو عموماماں باپ اور ایک یا زائد بچوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور اس مشترکہ رہائش کے لیے معاشرہ باقاعدہ باقاعدہ طور پر اجازت دیتا ہے۔ اور افراد کو باہمی تعلقات اور فرائض کا پابند کر دیتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ صنعتی ترقی نے شہروں میں خاندان کے وظائف میں بہت تبدیلیاں پیدا کر دی ہیں۔ لیکن اس کی بنیادی ضرورت واہمیت اپنی جگہ قائم ہے "[7]

علامہ شامی ابن عابدین نے خاندان کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

أهله زوجته وقالا يعى صاحبى ابا حنيفة كل من فى عياله ونفقتى غير مماليكه

لقوله تعالى فنجيناه واهله اجمعين(8)

---

6 . Moso,Atul,Fiqhia,Alkotia, vizaratul Aoqaf, washo,oanul islamia, 1418H,1997ء ,4/223

7.Ibne Khuldun, abdul Rehman, Alama, Muqadama Ibne Khuldun, Tarjama, Saad Hasan Khan Yosfi, Noor Muhamad Karkhana Tijarat Karachi (sn),page:141

8 .Aldurul mukhtar sharahTanvir ul Absar Filfiqhul Hanfi ma,a hashia,ibn e Abdin ,Muhamad Ameen Bin Umar Bin Abdul Aziz Abidin Alhanfi ,Darul Fikar Berut, 1992m,5/452,Alshora,26

"کسی شخص کا خاندان اس کی بیوی اور گھر کے افراد ہیں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کسی شخص کی کفالت وحضانت میں سوائے غلاموں کے جتنے بھی افراد شامل ہیں وہ سب خاندان کہلاتے ہیں اللہ نے فرمایا کہ ہم نے ان کو اور ان کے خاندان کو نجات دی"

خاندان کی ضرورت واہمیت:

خاندان کا وجود ہر معاشرے میں پایا جاتا ہے۔ یہ ادارہ انسان سے بھی زیادہ قدیم قرار دیا جاتا ہے کیونکہ حیوانات وغیرہ میں بھی اس کی مثالیں پائی جاتی جب اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے باپ آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور انکی تنہائی کو دور کرنے کے لیے حضرت حواءؑ کو بائیں پسلی سے پیدا فرمایا تو جب دو صنفوں کا میلاپ ہوا تو بہت ساری نسلیں اس فناء پذیر سرزمین پر ظہور پذیر ہوتی چلی گئی اور بہت سارے خاندان وجود میں آتے چلے گئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ‌ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا[9]

"اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور انہی سے بہت سارے مرد اور عورتیں بنائیں اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم سوال کرتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ تمہیں ہر وقت دیکھ رہا ہے"

دوسری جگہ قرآن کہتا ہے۔

وَمِنْ كُلِّ شَىْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ[10]

ترجمہ: اور ہم نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا بنایا تاکہ تم نصیحت حاصل کرو

9 .Alnisa:4/1

10 .Alzariyat:51/49

ایک حدیث میں ہے،

كلكم راع وكلكم مسؤول عن رعيته[11]

تم میں سے ہر ایک محافظ ہے اور ہر کسی سے اسکی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا

خاندان کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر خاندان کا کوئی نہ کوئی سر براہ رہا ہو گا جسکی نگرانی اور نگہبانی میں گھر کے دوسرے افراد زندگی گزارتے ہوں گے اس سے ایک تو عزت اور احترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور دوسرے گھر کے تمام افراد کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہوتا ہے۔اسکی ایک دلیل یہ ہے کی جب حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کے ساتھ دریا پار کرنے لگے تو مفسرین کے مطابق قوم کے بارہ قبیلے تھے۔اور ہر قبیلے کے لیے الگ الگ راستہ بنا اسی طرح تمام قبائل نے دریا پار کر لیا لیکن جب فرعون کا لشکر دریا پار کرنے لگا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریا اپنی اصل حالت میں واپس آگیا اور فرعون کا لشکر دریامیں غرق ہو گیا۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

وَاِذِ اسۡتَسۡقٰى مُوۡسٰى لِقَوۡمِهٖ فَقُلۡنَا اضۡرِبْ بِّعَصَاكَ الۡحَجَرَ‌ؕ فَانۡفَجَرَتۡ مِنۡهُ اثۡنَتَا عَشۡرَةَ عَيۡنًا‌ؕ قَدۡ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشۡرَبَهُمۡ‌ؕ كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ اللّٰهِ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ[12]

ترجمہ:"اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ پنا عصا پتھر پر ماریں تو فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہنے لگے (اور) ہر جماعت نے اپنے پانی پینے کی جگہ کو جانچ لیا (اور ہم نے کہا کہ) کھاؤ اور پیو اللہ کے رزق سے اور زمین میں فساد برپا نہ کرتے پھرو۔"

مشترکہ خاندانی نظام:

اسلامی معاشرے میں خاندان کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔خاندان معاشرے میں بنیادی اکائی کی حیثیت رکھتا ہے اور گھر کو ایک ادارے کی سی حیثیت حاصل ہے۔اللہ تعالیٰ نے مرد کو اگر گھر کا سربراہ مقرر کیا ہے تو عورت کو بھی گھر کے کاموں کی ذمہ داری سونپی ہے۔اللہ تعالیٰ نے مرد و زن کو رشتہ ازدواج میں منسلک کرکے ایک خوبصورت اور اہم

11 .Bukhari ,Muhamad Bin Ismail Bukhari ,Sahi Bukhari,kitaab Aljuma,Baab Aljuma filquri wal madan ,hadith numb:893

12.Albaqrah:2/ 60

تعلق عطا کیا ہے۔ شادی کے نئے بندھن میں بندھ کر میاں بیوی معاشرے میں نئے خاندان کی بنیاد ڈالتے ہیں۔ عام طور پر خاندان میں میاں بیوی اور ان کے بچے شامل ہوتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات اس میں بچوں کے علاوہ مرد کے قریبی رشتہ دار بھی شامل ہوتے ہیں اسے مشترکہ خاندانی نظام کہتے ہیں جس کے لیے جوائنٹ فیملی سسٹم کی اصطلاح مستعمل ہے اولین معاشرے میں خاندان کی یہ شکل رائج تھی کہ ایک باپ کی بالخصوص نرینہ اولاد اور ان کے بچے سب مل جل کر رہتے تھے اس کے علاوہ ساس سسر، نند، دیور وغیرہ بھی ایک ہی گھر میں رہتے تھے سب کے کھانے پینے اور رہنے کا انتظام ایک ہی گھر میں ہوتا تھا۔ سب لوگ مل جل کر رہنے کے ساتھ ساتھ معاشی ضروریات کی تکمیل بھی مشترکہ طور پر کرتے تھے۔ مشترکہ خاندانی نظام کے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ یہ نظام تاریخ کے زرعی دور میں وجود میں آیا۔ کیونکہ زراعت میں بہتر نتائج اس وقت بر آمد ہوتے ہیں جب زیادہ افراد شریک ہوں اسی لیے زراعتی دور میں خاندان کو فروغ حاصل ہوا۔

پاکستان کے پانچ صوبوں میں سے ہر صوبہ نسل، برادری اور قبیلہ پر مشتمل ہے اور ہر قبیلہ کے اپنے رسوم ورواج ہوتے ہیں جن کا وہ پابند ہوتا ہے۔ ان میں ایک مسئلہ مشترکہ خاندانی نظام ہے کچھ حد تک تو یہ نظام بہتر ہے لیکن اس کے فوائد کے ساتھ ساتھ اس کے نقصانات زیادہ ہیں جسکی وجہ سے خاندانی نظام انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔

مشترکہ خاندانی نظام کے مسائل:

رہائش کا مسئلہ:

خاندان کی ابتداء شادی سے ہوتی ہے۔ اور شادی کے بعد بیوی کا حق ہے کہ اس کا اپنا ایک الگ گھر ہو جہاں پرائیویسی کے تمام تقاضے پورے ہوں۔ اور عورت پر سکون ماحول میں زندگی بسر کر سکے۔ شوہر کا فرض ہے کہ وہ دستور کے مطابق عورت کا خرچہ اٹھائے اور بچے ہونے کی صورت میں ان کے نان ونفقہ کی ذمہ داری بھی قبول کرے۔ بیوی صرف شوہر کے سامنے جوابدہ ہو اسے کسی دوسرے کی خدمت پر مجبور نہ کیا جائے۔

مبشر حسین لکھتے ہیں،

> "مشترکہ رہائش میں عورت بہت سے اسلامی تقاضوں کو پورا کرنے سے قاصر رہتی ہے مثلاً عورت پر مرد کا حق زوجیت ہے وہ دن رات جب چاہے عورت سے یہ حق وصول کر سکتا ہے۔ لیکن مشترکہ رہائش میں یہ سب ناممکن ہے۔ عورت کے لیے دیور، جیٹھ نندوئی اور سسرال کی دیگر خواتین کے نامحرم افراد سے پردہ کرنا فرض ہے۔ عورت کی ازدواجی زندگی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے خاوند کے مزاج کو سمجھے لیکن سسرالی رشتوں میں دوسرے افراد کے مزاج کو سمجھ کر ان

سے بھی نباہ کرنا پڑتا ہے۔ مشترکہ رہائش میں اس طرح مرد کی موافقت وانسیت پیدا کرنا ناممکن ہے۔[13]

قرآن میں ارشاد ہے،

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ[14]

ترجمہ: اور اپنی طاقت کے مطابق عورتوں کو وہاں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو اور انہیں کسی قسم کی اذیت نہ پہنچاؤ

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عورتوں کے ساتھ پیار محبت اور خلوص سے پیش آنا چاہے۔ اور انہیں کسی قسم کی اذیت نہیں پہنچانی چاہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے،

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ[15]

ترجمہ: اور عورتوں کے ساتھ معروف طریقے سے رہو۔

فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا[16]

اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کا کوئی راستہ نہ تلاش کرو بیشک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔

میاں بیوی کے درمیان حسن سلوک کی کمی:

مشترکہ اور مل جل کر رہنے والی زندگی کو اختیار کرنا ایک نیک اور صالح معاشرے کے لیے نہایت ضروری ہے میاں بیوی کا ایک دوسرے کے ساتھ رہنا اور اور سکون واطمینان حاصل کرنا ایک فطری عمل ہے ایک دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک کرنا بھی خاندنی زندگی کے حصول کا لازمی حصہ ہے۔ حقوق زوجیت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ نکاح کے

13.Lahori, Mubshar Husain, Hidayatul Aros, Nomani kutab Khana Lahore2003,page:361

14.Altalaq:65/6

15 .Alnisa:4/19

16 ۔Alnisa,4/34

رشتے میں استوار ہو کر میاں بیوی ایک دوسرے سے اپنی حاجات کی تسکین کریں۔ مرد گھر کا سربراہ اور نگہبان ہے چنانچہ اسی نگہبانی کے سبب حضور پاکؐ نے مرد کو عورت کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً[17]

اور یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے تمہارے لیے جوڑا پیدا کیا تاکہ تم سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھی

"خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی "[18]

تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو

اسلام خاندانی زندگی میں سکون اور اطمینان کی ترغیب دیتا ہے زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح خاندان کا شعبہ بھی انتشار کا شکار ہے۔

لیکن دور حاضر میں ہمارا سماجی نظام کافی حد تک بکھر چکا ہے جس میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ ازدواجی زندگی کے ایسے نظام میں مرد عورت دونوں متاثر ہوتے ہیں لیکن اس بے سکونی کے ماحول میں نہ شوہر کے لیے امن ہے اور نہ بیوی کے لیے کوئی سکون لیکن اور زیادہ گہرائی دے دیکھا جائے تو مرد کی نسبت عورت زیادہ مظلوم نظر آتی ہے۔ مولانا نعیم صدیقی بیان کرتے ہیں،

> "موجودہ عائلی نظام میں خرابیاں موجود ہیں اور اس نظام میں عورت زیادہ مشکلات کا شکار ہے بلکہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ بعض صورتوں میں عورت غلامی میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ بلخصوص سیدھی سادھی مسلمان خواتین جن اذیت ناک داستانوں کا شکار ہیں اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کی شوہروں کی اکثریت آج بھی جہالت پر مبنی خاندانی نظام کو لے کر چل رہی ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ شوہر تمام اسلامی احکامات کو توڑ کر اپنی لیے یہ حکم نکال لیتے ہیں کہ بیوی ان کی غلام ہے اور ان کے

17 .Alrum.30/21

18۔Altirmizi ,abu esaa Muhhamad bin essa tIrmizi ,baab umhatul momnin ki fazilat ka bayan ,jild ,3,hadith number,3895

ہر حکم کی پیروی کرنا فرض سمجھ لیتے ہیں۔ شوہروں کا نقطہ نظر پنی بیویوں کے لیے اس سے بھی بدتر ہے جو کہ قدیم دور میں مالک کا لونڈی کے متعلق ہوتا تھا۔ "[19]

یہ بات سچ ہے کہ معاشرے میں بعض مقامات پر عورت کی نسبت مرد کی حکمرانی کے احکامات زیادہ ہیں لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کہ وہ عورت کو غلام سمجھ کر اپنا ہر حکم اس پر صادر کرتا رہے اور اُسکو آواز اٹھانے کی بھی اجازت نہ دے یہ تمام باتیں اسلام کے خلاف ہیں اسلام نے بیوی کے ساتھ محبت اور خلوص سے رہنے کا درس دیا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی باور کرایا ہے کہ جو خود کھاؤ اس کو بھی کھلاؤ اور جو خود پہنو اس کو بھی پہناؤ اس کو ذلیل نہ کرو اور نہ ہی مار پیٹ کرو، نبی کریمؐ سے ایک صحابی نے سوال کیا،

مَا حَقُّ زَوْجَةِ أَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، أَوِ اكْتَسَبْتَ، وَلاَ تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلاَ تُقَبِّحْ وَلاَ تَهْجُرْ إِلاَّ فِي الْبَيْتِ، [20]

ہمارے اوپر ہماری بیوی کا کیا حق ہے، آپؐ نے فرمایا کہ جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب پہنو یا کماؤ تو اسے بھی پہناؤ، منہ پر نہ مارو اور اسے برا بھلا نہ کہو، اور گھر کے علاوہ اس سے علیحدگی اختیار نہ کرو۔

حدیث میں بھی مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے یہاں تک کہ اسے مارنے پیٹنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ زوجین کے درمیان پیار محبت اور حسن معاشرت قائم ہو اور دنیا اور آخرت میں یہ رشتہ سکون وراحت کا باعث بنا رہے۔

مرد کی معاشی ذمہ داریوں سے غفلت برتنا:

عورت کی معاشی کفالت مرد کے ذمہ ہے۔ تاکہ عورت ان تمام ذمہ داریوں سے آزاد ہو کر بچوں کی بہتر پرورش کا فریضہ سرانجام دے۔ قرآن نے مرد کو قوامیت کا درجہ دیا ہے تاکہ مرد معاشی لحاظ سے خود کفیل ہو کر اپنے بیوی بچوں کی ذمہ داری نبھائے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

---

19 .Naeem Sdeqi ,molana,aurat marze kashmakash mein ,alfaisal nasheran Lahore,1989,p,17

20 .Abu daood , salman bin ashas sajstani ,sunan abi daud,darul kitabul arabi berut, ,hadith number,2144

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 39-54
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar4

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ[21]

مرد عورتوں پر قوام ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے اور اس لیے کہ وہ عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

لیکن دور حاضر کے مردوں میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں سے غافل نظر آتے ہیں اور اپنے بیوی بچوں کی ذمہ داریوں کو اپنے اوپر بوجھ سمجھتے ہیں اور گھر کا خرچہ چلانے میں عار محسوس کرتے ہیں جس کی وجہ سے معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ بھی عورت پر پڑتا ہے اور وہ گھر کے ساتھ ساتھ اپنے شوہر کو بھی پال رہی ہوتی ہے اگر وہ اپنی ضرورت کے لیے شوہر سے کسی چیز کا طالبہ کرتی ہے تو بدلے میں زیادتی اور ڈانٹ ڈپٹ کے علاوہ کچھ نہیں ملتا۔اور مار پیٹ روز کا معمول بن جاتی ہے حالانکہ نان ونفقہ کی ذمہ داری قرآن وسنت کی رو سے مرد پر واجب ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا[22]

اور جن کی اولاد ہے ان کے نان ونفقہ کی ذمہ داری مرد پر ہے دستور کے مطابق کسی بھی شخص کو اس کی وسعت کے مطابق تکلیف نہیں دی جاتی

پردہ کے مسائل:

اسلام ایک ایسا جامع اور مکمل دین ہے جس نے زندگی کے ہر پہلو کے لئے اُصول وضع کیے ہیں۔انہی میں سے ایک اہم اُصول پردے کا ہے۔ بڑے دکھ کی بات ہے کہ ہمارے ہاں پردے کا کوئی خاص تصور نہیں پایا جاتا اور اس کی حد بہت محدود ہے۔اور اس محدودیت کا تعلق عورت کو گھروں میں بند رکھنے،کام سے روکنے،اُن کی زبردستی شادیاں کرنے اور اُنہیں حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو سر سے پاؤں تک لپیٹ کر رکھیں۔اسلام ایک مہذب دین ہے اور اسلام ان فرسودہ روایات سے لا تعلق ہے

بے پردگی:

مشترکہ خاندانی نظام میں عورتوں کا پردے میں رہنا ناممکن ہے کیونکہ ایک ہی گھر میں رہنے کی وجہ سے افراد کی تعدود زیادہ ہوتی ہے جن میں سسر،دیور، بعض اوقات چچا،ماموں اور پھوپھی کے لڑکے بھی ہوتے ہیں۔یہ تمام افراد چونکہ

21 Alnisa:4/34

22 .Albaqarah:2/233

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 39-54
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar4

گھر کا لازمی حصہ ہوتے ہیں اور ان کا ہر وقت گھر میں موجود رہنا لازمی بات ہے اور گھر میں آنا جانا لگا رہتا ہے۔ عورت بے چاری کو گھر کے کاموں سے اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ وہ کام کے ساتھ ساتھ اپنے پردے کا بھی خیال رکھے کیونکہ مشترکہ خاندان میں اسے تنہائی کا موقع نہیں ملتا جہاں وہ سکون کے چند لمحے گزار سکے۔ کیونکہ تنہائی کے لیے اسے کمرہ کی ضرورت ہوتی ہے مگر بعض گھر بہت چھوٹے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے کمروں کی کمی ہوتی ہے اس لیے ناممکن ہے سب کے لئے الگ الگ کمرہ ہو اور اگر الگ کمرہ ہو بھی سہی تو اس میں عورت کے لیے دن کے وقت آرام کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

نامحرم سے پردہ:

معاشرے کی اصلاح کا انحصار عورت کی اصلاح پر منحصر ہے۔ عورت کے لیے غیر محرم سے پردہ کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے تاکہ وہ برے لوگوں کے شر سے محفوظ رہے اور معاشرے میں کوئی برائی جنم نہ لے۔

ایک انگریز پروفیسر فون ہر مر کا کہنا ہے،

"پردہ عورت کی حفاظت اور احترام کے لیے ایک قابل رشک چیز ہے"[23]

پردہ کا شرعی مقصد عزت وعصمت کی حفاظت اور جنسی تعلقات سے گریز کرنا ہے۔ اسلام نے عورت کے لیے ایک حد مقرر کر دی ہے کہ وہ اپنے شوہر کے علاوہ کسی غیر مرد کے سامنے اپنی زینت کو ظاہر نہ کرے۔ اور نہ ہی کسی کے ساتھ تنہائی میں بیٹھے چاہے اس کے ساتھ اس کا قریبی تعلق ہی کیوں نہ ہو بعض اوقات محرم کو بھی گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت لینا ضروری ہے۔ قران میں ارشاد ہے،

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا[24]

ترجمہ: اور مومن عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی پوشیدہ زینت کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں صرف اتنی ہی ظاہر کریں جتنی کی اجازت ہے

23.Qasim, Muhamad Bin Jameel, Abdulsatar,Islami Moashrat,Maktabah Dar-ul- Hadith,Lahore,Pakistan,page:262

24 .Alnoor:24/31

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 39-54
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar4

مومن عورتوں کے ساتھ ساتھ تمام عورتوں کو پردہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے جو حکم مردوں کے لیے ہے وہی حکم عورتوں کے لیے بھی ہے جس طرح مردوں کے لئے عورتوں کو دیکھنا حرام ہے ہے بالکل ایسے ہی عورتوں کے لئے مردوں کو دیکھنا بھی لازماً حرام ہے ہے

یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِیَسۡتَاۡذِنۡکُمُ الَّذِیۡنَ مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ وَ الَّذِیۡنَ لَمۡ یَبۡلُغُوا الۡحُلُمَ مِنۡکُمۡ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۔25

ایمان والو! تمہارے وہ غلام جو تمہاری ملکیت میں ہیں اور وہ جو ابھی بلوغت کو نہ پہنچے ہوں (اطلاع دیں) تین وقتوں میں اجازت حاصل کرنی ضروری ہے۔

ہمارے سماج میں دیور بھابھی کا مذاق ایک عام سی بات ہے اور اس بات میں کوئی برائی نہیں سمجھی جاتی خاص طور پر مشترکہ خاندانی نظام میں اس قسم کے تعلقات پائے جاتے ہیں اگرچہ غیروں سے زیادہ اپنوں سے احتیاط کی زیادہ ضرورت ہے حضور پاکؐ کا ارشاد ہے،

ایاکم والدخول علی النساء، فقال رجل من الانصار یا رسول اللہ افرأیت الحمو قال الحمو الموت۔26

ترجمہ: عورتوں کے قریب جانے سے گریز کرو۔ ایک انصاری نے دریافت کیا کہ شوہر کے بھائی یعنی دیور کا کیا حکم ہے ،رسولؐ نے فرمایا دیور سے بچو کیونکہ دیور تو موت کی طرح ہے۔

یہ حدیث بیان کرتی ہے کہ ایسا خاندانی نظام درست نہیں ہے جس میں دیور و بھابھی کے درمیان رشتوں کا کوئی احترام نہ ہو ایسا نظام خاندان کے لئے موت کی طرح ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے حضورؐ کا فرمان ہے،

لاتلجوا علی المغیبات، فان الشیطان یجری من احدکم مجری الدم۔27

---

25. Alnoor:24/58

26.Muslim Bin Hajaj, Sahi muslim, kitab- ul-Salam, Baab Tahreem –ul-Khalva, Ba Hanbia Vadakhul Aleeha, Hadith2172

27.Tirmizi, Abu Esa Muhammad Bin Esa,Jami Tirmizi Maa Altufah,1,1188

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 39-54
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar4

جن عورتوں کے خاوند گھر پر موجود نہ ہوں ان کے ہاں مت جاؤ کیوں کہ اس وقت شیطان تمھارے اندر خون کی طرح دوڑتا ہے۔

پردہ کے متعلق قرآن کی بہت ساری آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں ہمارا گھریلو نظام منفرد ہو تا کہ خواتین کی عزت اور آبرو محفوظ رہے اور وہی گھر عدل اور مساوات کا پیکر بنا رہے

ارشاد باری تعالٰی ہے،

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى [28]

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو، اور دور جاہلیت کی طرح سج دھج نہ دکھاتی پرو۔

اس آیت میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ عورت کا گھر صرف اور صرف اس کے شوہر کا گھر ہے

دوسروں کے مقابلے میں شوہر کے رشتہ داروں سے زیادہ خطرہ ہوتا ہے کیونکہ وہ بلا روک ٹوک گھروں میں آتے جاتے رہتے ہیں اور وہ عورت تک آسانی سے پہنچ سکتے ہیں جس سے برائی کے امکانات اور فتنہ میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے اس کے برعکس دوسرے لوگوں کو ایسی آزادی حاصل نہیں ہوتی۔

ساس بہو میں ناچاقی:

عام طور پر ہمارے معاشرے میں ساس بہو کے درمیان لڑائی جھگڑا کے مسائل کا آغاز شادی کے فوراً بعد شروع ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح کے کئی مسائل ہمارے سامنے آتے رہتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں شادی کے بعد لڑکی کو سسرال میں زندگی گزارنا ہوتی ہے ایک لڑکی اپنی نئی زندگی کا آغاز سسرال سے کرتی ہے۔ اس کے ذہن میں اپنے خاوند کے ساتھ زندگی گزارنے کا ایک خواب ہوتا ہے۔ مگر حقیقت تو یہ ہے کہ ایک لڑکی شوہر کی بیوی کم اور خاندان کی بہو زیادہ ہوتی ہے مشترکہ خاندانی نظام میں لڑکی صرف شوہر کے ساتھ زندگی نہیں گزار رہی ہوتی بلکہ اسے پورے خاندان کے ساتھ زندگی گزارنا ہوتی ہے۔ سسرالی خاندان لڑکی کا استقبال کرنے کے بجائے دوسرے دن اس پر حکم صادر کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ سسرال والوں کو یہ بات سمجھنی چاہیے کہ لڑکی اپنا گھر بار، ماں باپ اور بہن بھائی سب کچھ چھوڑ کر ایک نئے گھر میں قدم رکھتی ہے۔ اور نئی زندگی کا خواب اس کے ذہن میں ہوتا ہے لیکن فوری طور پر اس کی

28.Alahzab ,33/33

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 39-54
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar4

بازپرس کرنا ایک بہت بڑی زیادتی ہے۔ ہمارے ہاں کی عورتیں اپنی بیٹیوں اور بہوؤں کے لیے ایک الگ معیار بنالیتی ہیں یہاں تک کہ حدیث میں ارشاد ہے،

"جو اپنے لیے پسند کرو اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند کرو"

ہمارے ہاں گھریلو انتشار کا سب سے بڑا سبب بہو کی ناقدری ہے جو اسے اس کے جائز حق سے محروم کردیتی ہے ساس اپنی آخری سانس تک بہو کی خوبیوں کا اعتراف نہیں کرسکتی کوئی بھی موقع ہو وہ اپنی بہو کی تذلیل کرنے کے درپے ہو تی ہے بہو کو ظالم اور نندوں دیوروں کو مظلوم ثابت کرنا ساس کا اصل مقصد ہوتا ہے۔ یہ سارے منفی رویے اور اقدام ساس کو بہو سے الگ کردیتے ہیں۔ نندوں کی مخالفت پر مجبور کردیتے ہیں رشتوں کی تعظیم اور تقدیس کی پامالی کا سبب ساس بہو اور نندوں کی ایک دوسرے کے خلاف منفی سوچ ہے۔[29]

مشترکہ خاندانی نظام کے فوائد:

ہمارے معاشرے میں مشترکہ خاندانی نظام کا رواج ہے۔ مشترکہ خاندانی نظام ایسا نظام ہے جو برصغیر کے گھرانوں میں عرصہ دراز سے رائج ہے۔ برصغیر پاک وہند کے لوگ نہ صرف اس نظام کو اپناتے ہیں بلکہ مغربی طرز معاشرت کے سامنے فخریہ طور پر اپنے مضبوط خاندانی نظام کی مثالیں پیش کرتے ہیں اکثر لوگ دیہاتوں سے شہروں کی طرف نقل مکانی کر جاتے ہیں جس کی وجہ سے جداگانہ خاندانی نظام کا رواج زیادہ بڑھ رہا ہے لیکن پھر بھی اکثر دیہاتوں میں مشترکہ خاندانی نظام رائج ہے اور وہ مشترکہ رہنے پر فخر محسوس کرتے ہیں اس لیے مشترکہ خاندانی نظام کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا قدیم زمانے کے بوڑھے بزرگ اپنی اولاد کو ہمیشہ اکٹھے رہنے کی نصیحتیں کرتے تھے تاکہ ان کا خاندانی نظام بکھرنے نہ پائے۔ ذیل میں مشترکہ خاندانی نظام کے کچھ فوائد پیش کیے جاتے ہیں۔

1۔ خاندان میں اتحاد واتفاق:

اسلام خاندنی اتفاق واتحاد پر زور دیتا ہے اسلامی تعلیمات میں اتفاقیت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے مشترکہ خاندانی نظام اتفاقیت کا مظہر ہے۔ اسلام امن وامان کا داعی ہے خواہ وہ عبادت کے معاملات ہوں یا نجی معاملات اسلام اپنے پیروکاروں کو متحد رہنے کا درس دیتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے،

29 .Farooq Rafee,Gharelu Zindgi ,Nomani kutab khana urdu bazar Lahore,p:131-132

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 39-54
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar4

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا[30]

ترجمہ: اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقے میں نہ پڑو۔

اسلام بحیثیت قوم افراد کو متحد رکھنے پر زور دیتا ہے اسلام کے نزدیک خاندانی استحکام کی بہت زیادہ اہمیت ہے اگر خاندان مستحکم نہیں ہو گا تو معاشرے کی تشکیل ناممکن ہے۔ خاندان کے افراد کے درمیان اتفاقیت پیدا کرنے کے لیے مشترکہ خاندانی نظام جس قدر موزوں ہے اتنا کوئی اور نظام موزوں نہیں ہے جب تمام لوگ ایک ہی گھر میں ایک ہی چھت تلے رہائش اختیار کریں گے تو یقینی طور پر ان کے آپس کے تعلقات بہت زیادہ مضبوط ہوں گے۔ خاندان کے افراد کا آپس میں متحد ہونا مخالفین کے لیے رعب اور دبدبہ کا باعث بنے گا۔ اور مخالفین کا مقابلہ کرنا آسان ہو گا۔ دوسری صورت میں خاندانی نظام بکھر جائے گا۔ اور رعب اور دبدبہ کی جگہ غلامی اور محکومی لے لے گی۔

2۔ کمزور اور بوڑھے افراد کی دیکھ بھال کا ذریعہ:

اسلام میں ماں باپ کی خدمت اور کمزور اور بوڑھے افراد کی نگہداشت کی کس قدر اہمیت ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے مشترکہ خاندانی نظام ہی وہ واحد ذریعہ ہے جس میں کمزور اور بوڑھے افراد کی ٹھیک طرح سے دیکھ بھال ہو سکتی ہے ۔جب ماں باپ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کی دیکھ بھال اور خبر گیری اولاد کا بنیادی فرض ہے۔ اسلام دین فطرت ہے جو محبت والفت اور ایثار و قربانی کی زندہ مثال ہے۔ والدین کے حوالے سے قرآن میں بیان کیا گیا ہے

"وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا"([31])

ترجمہ: ا"ور تمہارے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائے تو انہیں اف تک نہ کہو اور نہ جھڑ کو اور معروف طریقے سے ان سے بات کرو"۔

ماں باپ کے حق کی اس قدر تاکید کی گئی ہے کہ انہیں جنت اور جہنم کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اگر اولاد فرمانبردار ہو تو ماں باپ اس کے لیے جنت کا زریعہ بن جاتے ہیں اور نافرمانی کی صورت میں جہنم کا سزاوار ہو سکتا ہے۔ یہاں تک کہ

30۔Alimran:3/103

31 .Bani israeel:17/23

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 39-54
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar4

مشرک والدین کے لیے بھی اولاد کی طرف سے نان ونفقہ کی ذمہ داری ختم نہیں ہو سکتی۔ایک چھت کے نیچے جب والدین اور اولاد ایک ساتھ رہتے ہوں تو ان کی نگہداشت اور دیکھ بھال کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

احادیث میں والدین کو جہاد فی سبیل اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ایک صحابی نے حضور پاکؐ سے پوچھا کہ

"أی العمل أحب إلی الله ﷻ قال الصلاة علی وقتها قال ثم أی قال ثم بر الوالدین قال ثم أی ﷻ قال الجهاد فی سبیل الله"([32])

"میرے اعمال میں سے اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل کون سا ہے، حضورؐ نے کہا کہ وقت پر نماز پڑھنا، پوچھا پھر کونسا عمل؟ حضور پاکؐ نے فرمایا، والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا، پوچھا پھر کونسا عمل تو حضور پاکؐ نے فرمایا جہاد فی سبیل اللہ۔"

اسی طرح یتیم اور کمزور افراد کی مالی لحاظ سے مدد اور دیکھ بھال بھی مشترکہ خاندانی نظام میں ممکن ہے۔یتیم کی کفالت کے حوالے سے حضور پاکؐ کا ارشاد ہے

" أنا وكافل اليتيم فی الجنة هكذا وقال بإصبعيه السبابة والوسطى"([33])

"میں اور یتیم کا کفیل اس طرح ساتھ ہوں گے، آپ نے اپنی شہادت والی انگلی اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا"

چنانچہ مشترکہ خاندانی نظام ان تمام افراد کی کفالت کرنے کے لیے ایک بہتر نظام ہے اور اسی نظام میں ہی افراد کا تحفظ اور خوشحالی ہے۔شریعت اسلامیہ میں ایسی بے شمار مثالیں ملتی ہیں جن میں افراد کے حقوق اور نگہداشت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے تاکہ مشترکہ خاندانی نظام قائم رہے۔اور معاشرتی اقدار وروایات کے قائم رہنے کے ساتھ ساتھ ہر انسان کی ذاتی زندگی بھی محفوظ رہے۔

3۔ کمسن اولاد کی کفالت کا ذریعہ:

والدین اگر بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو جائیں اور کمانے کے قابل بھی نہ رہیں اور ان کی شادی شدہ اولاد بھی اپنے الگ گھر بسالے تو ان کے چھوٹے بہن بھائی کی ذمہ داری کا مسئلہ پیدا ہو جائے گا چنانچہ مشترکہ خاندانی نظام میں رہنے کی وجہ

32 .Bukhari ,Sahi bukhari ,Baab fazlusalat lewaqteha,Hadith No,504

33 .Bukhari,sahi Bkhurai kitab altalaq ,hadith No,5659

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 39-54
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar4

سے اس قسم کے مسائل کافی حد تک حل ہو جاتے ہیں کیونکہ بڑی اولاد اپنے چھوٹے بہن بھائی کی کفالت کی ذمہ داری خود اٹھا لیتے ہیں اگر خاندان تقسیم ہو جائیں تو کوئی کسی کی اتنی پرواہ نہیں کرتا بلکہ سب اپنی اپنی ذمہ داریوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

اسلام نے کمسن اولاد کی کفالت کے لیے بھی نظام نفقات دیا ہوا ہے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ آج مغرب نے جو جداگانہ خاندانی نظام کا تصور پیش کیا ہے، اسلام کے نزدیک یہ تصور بالکل بھی نہیں ہے کیونکہ اسلام مساوات وبرابری کا درس دیتا ہے اسلام نے انسانی زندگی کے دونوں پہیوں (والدین اور اولاد) کے درمیان نہ صرف توازن رکھا ہے بلکہ انہیں قوانین باری تعالیٰ کے تابع کر دیا تاکہ کہیں پر بھی بگاڑ کی صورت پیدا نہ ہو۔

4۔ مالی استحکام کا ذریعہ:

مشترکہ خاندانی نظام میں کاروبار اور آمدنی کے ذرائع نہ صرف برقرار رہیں گے بلکہ اس میں مزید اضافہ ہوگا کیونکہ تمام لڑکوں کے ایک ساتھ رہنے سے باپ کا بنایا ہوا کاروبار تقسیم ہونے کی بجائے انہیں ہاتھوں میں رہے گا جو پہلے سے ہی اس کو ٹھیک طریقے سے چلا رہے تھے چنانچہ مشترکہ خاندانی نظام مالی انحطاط پر قابو پانے کے لیے بہترین ہے اس سے معاشرہ مالی طور پر مضبوطی کی طرف گامزن ہوتا ہے۔ کیونکہ برصغیر کی زیادہ تر آبادی کا انحصار زراعت پر ہے کیونکہ زراعت میں جتنے زیادہ لوگ شریک ہوتے ہیں اتنا زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ خاندان کی تقسیم جائیداد میں کمی کا باعث بنے گی جس کی وجہ سے خاندانی نظام مالی طور پر کمزوری کا شکار ہو جائے گا

5۔ قناعت و کفایت شعاری کو فروغ:

ایک ہی گھرانے سے تعلق رکھنے کی بناء پر تمام شخاص اپنا گھر سمجھتے ہوئے اشیاء کا صحیح استعمال کریں گے۔ جس کی وجہ سے اشیاء لاگت میں نمایاں کمی واقع ہوگی اور اس سے پیار، محبت اور ایثار و قربانی کے جذبات کو فروغ ملے گا۔ آپ ﷺ کی ایک حدیث ہے جس میں آپ ؐ کا فرمان ہے کہ:

"طعام الواحد يكفي الإثنين، وطعام الإثنين يكفي الأربعة، وطعام الأربعة يكفي الثمانية([34])"

34.Imam Muslim .Sahi Muslim,Baab,ul, Ashribah,Hadith No,5489

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 39-54
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar4

''ایک شخص کا کھانا دو افراد اور دو کا کھانا چار افراد کے لیے کافی ہوتا ہے، اور چار افراد کا کھانا آٹھ افراد کے لیے کافی ہوتا ہے''

یہ اس وقت ممکن ہے جب مشترکہ خاندانی نظام پیار محبت اور اخلاص کا نمونہ ہو۔

6۔ قرابت داروں کی حوصلہ افزائی:

مشترکہ خاندانی نظام میں والدین اور بچوں کے علاوہ قریبی رشتہ دار بھی شامل ہوتے ہیں۔ جو اس خاندان کا حصہ ہوتے ہیں جو رشتہ دار جتنے زیادہ قریب ہوں گے ان کے حقوق بھی اسی درجے میں انسان پر عائد ہوتے ہیں۔ کچھ رشتہ دار محرم ہوتے ہیں جن سے نکاح کا رشتہ قائم نہیں ہو سکتا۔ اور دوسرے رشتہ دار غیر محرم ہوتے ہیں قرآن میں ان تمام رشتہ داروں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے،

فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ [35]

"پس قریبی رشتہ دار، مسکین اور مسافر کو ان کا حق دو"

اسلام نے جہاں ایک طرف کسی شخص کو اپنے بیوی بچوں کو حق دینے کا کہا ہے تو دوسری طرف والدین، رشتہ دار یتیموں مسکینوں اور مسافروں کا بھی حق دینے کی تلقین کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ [36]

اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھراؤ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آؤ اور قریبی رشتہ داروں کے ساتھ یتیموں، مسکینوں، قریب کے پڑوسی، اجنبی پڑوسی اور ساتھ والے مسافر اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔

حدیث میں ہے،

35 ۔Alroom:30/38

36 .Alnisa:4/36

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 39-54
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar4

ليس الواصل بالمكافئ ولكن الواصل الذى إذا قطعت رحمه وصلها[37]

اگر رشتہ دار غریب اور محتاج ہوں تو زکوۃ کی رقم سے ان کی مدد کرو۔

جداگانہ خاندانی نظام:

"جداگانہ خاندانی نظام وہ نظام ہے جس میں ایک شخص اپنی ایک یا ایک سے زائد بیویوں اور بچوں کے ساتھ ایک الگ مکان میں رہائش پذیر ہو جداگانہ خاندانی نظام کہلاتا ہے۔(38)

قرآن وسنت سے بھی اس نظام کی تائید ہوتی ہے۔ شادی کے بعد ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا الگ گھر ہو اور ہر شخص علیحدہ زندگی گزارنے کا خواہش مند ہوتا ہے کیونکہ الگ گھر میں رہنا ہر انسان کا حق بھی ہے جس کی طرف قرآن نے بھی رہنمائی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا[39]"

"اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں بغیر اجازت داخل نہ ہو اور اس میں رہنے والوں کو سلام کرلو"

ازواج مطہرات کا گھریلو نظام:

اگر حضور پاکؐ کی زندگی کا بغور جائزہ لیا جائے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور پاکؐ کی تمام ازواج مطہرات الگ الگ گھروں میں رہتی تھی۔ ان کے رہنے سہنے یہاں تک کہ کھانے پینے کا انتظام بھی الگ الگ تھا۔ بیوی اور شوہر کا گھر ایک ہوتا ہے لیکن کبھی بھی دو بیویوں کا گھر ایک نہیں ہو سکتا اسی لیے تمام ازواج مطہرات کے حجرے بھی الگ الگ تھے یعنی تمام ازواج مطہرات کو علیحدہ گھر کی چاردیواری مہیا کی گئی تھی۔ مال ومتاع حضور پاکؐ کے لیے ایک فانی چیز تھی

37 . Bukhari ,Sahi bukhari,Hadith No,5645

38 .The Family Life of Islam, Syed Saeed Akhtar Razvi, World Organization for Islamic Services, Tehran, Iran, P/11

39 .Alnoor:24/27

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 39-54
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar4

آپ ؐ نے کبھی بھی مال و دولت کو اہمیت نہیں دی۔ جب آپ ؐ کی بیویوں نے مال و دولت کا مطالبہ کیا تو قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی،

،یَاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا. وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا[40]

ترجمہ: اے (نبی) اپنی بیویوں سے کہہ دیجے اگر تم دنیاوی شان و شوکت چاہتی ہو تو میں تمہیں مال دے کر خوشی سے چھوڑ دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو پس بے شک اللہ نے محصنات کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

آپ ﷺ کے معمولات سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ازواج مطہرات کے لیے الگ گھر تھے۔ علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ: آپ ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ اپنی بیویوں کو اس بیوی کے مکان میں اکھٹا فرماتے تھے جن کے ہاں رات گزارنے کی آپ ﷺ کی باری ہوتی تھی۔ (41)

شریعت اسلامیہ کا مقصد یہ ہے کہ جو بھی اندرونی اور بیرونی خرابیاں ہوں ان کو بروقت حل کرنے کی کوشش کی جائے اس معاملے میں شریعت اسلامی کا اصول تو یہ ہے کہ اگر بیویاں زیادہ ہیں تو ان کو بھی الگ الگ مکان میں رکھا جائے۔ اس حوالے سے قرآن یہ کہتا ہے

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُیُوتَ النَّبِیِّ إِلَّا أَن یُؤْذَنَ لَكُمْ " (42)"

اے ایمان والو! نبی ﷺ کے گھر میں داخل نہ ہو مگر یہ کہ تم کو اجازت مل جائے "قرآن پاک میں ارشاد ہے،

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ [43]

ترجمہ: اور اپنی گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھی رہو۔

40.Alahzab:33/28.29

41 ۔Tafseer Ibne Kasir ,1,466

42 .Alahzab:33/53

43 .Alahzab:33/33

Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 39-54
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar4

اللہ کی طرف سے نازل کردہ قرآن مجید کی ایک پوری سورت حجرات کے نام سے موجود ہے جس میں آپ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات کے الگ الگ گھروں کا تصور ملتا ہے۔ کچھ لوگ جو شعور اور تہذیب سے ناواقف تھے وہ آپ ﷺ کو بلانے کے لیے حجروں کے پیچھے آوازیں لگاتے تھے جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے،

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ[44]

بے شک وہ آپ ﷺ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں۔

فقہا کرام کے مطابق،

وليس للرجل يجمع بين امرئتي في مسكن واحد[45]

مرد اپنی بیویوں کی اجازت کے بغیر ان کو ایک جگہ رکھنے کا مجاز نہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ سوکنوں کا آپس میں رہنا فساد اور خطرے سے خالی نہیں اور ان کو آپس میں ساتھ رکھنا لڑائی جھگڑے کو ہوا دینے کے مترادف ہے۔ اس لیے تمام ازواج کے گھر الگ الگ ہوں تاکہ گھر میں پر سکوں ماحول ہو۔

صحابہ کرام کا طرز عمل:

صحابہ کرام کے رہن سہن کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ عام طور پر جداگانہ طرز رہائش کے نظام کو زیادہ پسند کرتے تھے، چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى أَنفُسِكُمْ أَن تَأْكُلُوا مِن بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُم مَّفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا جَمِيعاً أَوْ أَشْتَاتاً۔[46]

---

44 ۔Al hujrat:49/4

45 ۔Ibn e Qudama ,mofiqudin,Alama,Almughni ,matboat darul –fikar berut,6:237

46۔Alnoor,61

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 39-54
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar4

ترجمہ: نابینا، لنگڑا، بیمار اور خود تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ کھانا کھاؤ اپنے گھر، یا اپنے باپ کے گھر، یا اپنی ماں کے گھر، یا اپنے بھائی کے گھر، یا اپنی بہن کے گھر، یا اپنے چچا کے گھر، یا اپنی پھوپھی کے گھر، یا اپنے ماموں کے گھر، یا اپنی خالہ کے گھر، یا ایسے لوگوں کے یہاں جو تمہاری ملکیت میں ہیں، یا دوست کے گھر، اور تم پر اس میں بھی کوئی حرج اور تنگی نہیں ہے کہ تم کھانا کھاؤ ایک ساتھ یا الگ الگ ہو کر۔

یہ آیت بتاتی ہے کہ اس وقت باپ، بھائی وغیرہ کے گھر مشترکہ نہیں ہوتے تھے، نیز ان کے کھانے پینے کا انتظام بھی الگ الگ ہوتا تھا۔ احادیث مبارکہ سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ اس دور میں عام طور پر لوگ شادی کے بعد الگ گھر بسا لیتے تھے.

حضرت علی وفاطمہ رضی اللہ عنہما کے نکاح کے بعد آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ (دونک اُھلک) یہ لو تمہاری بیوی تمہارے پاس ہے یہ فرمانے کے بعد دونوں اپنے کمرے کی طرف چلے گئے۔(47)

حالانکہ حضرت علی آپؐ کے چچازاد بھائی تھے آپؐ ہی نے ان کی پرورش کی تھی اور انہیں اولاد کی طرح عزیز رکھتے تھے اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہ کا ہاتھ حضرت علی کے ہاتھ میں دیا تھا اتنا قریبی رشتہ ہونے کے باوجود ان دونوں کے لیے الگ رہائش کا انتظام کرنے کو کہا۔ کیونکہ ایک ہی گھر میں رہنے کی وجہ سے ان کی رازداری متاثر ہو سکتی تھی۔

دوسری جانب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ملتی ہے کہ آپ نے اپنی زندگی کے آخری رمضان میں ایک دن حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر روزہ افطار کیا دوسرے روز حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر روزہ افطار کیا جبکہ تیسرے روز اپنے داماد حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر روزہ افطار کیا جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ بھی علیحدہ اپنے گھروں میں رہتے تھے مگر ساتھ ہی وہ صلہ رحمی کے تحت رشتوں کو اعتدال کے ساتھ نبھاتے تھے۔

فقہاء نے بھی حق سکنیٰ کے حوالے سے اس بات کی وضاحتیں کی ہیں کہ:

وعلى الزوج أن يسكنها في دار مفردة ليس فيها أحد من اهله إلا أن تختار ذٰلك (48)

47 .Hayat u sahaba:2/668

'اور خاوند پر واجب ہے کہ وہ بیوی کے لئے الگ رہائش کا بندوبست کرے جس میں اس کے جاننے والوں میں سے کوئی بھی نہ ہو باوجود یہ کہ عورت خود اپنے لیے ایسا پسند کرے"

حضرت عبدالرحمان بن ابی بکرؓ کہتے ہیں کہ ایک موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''کہ جس کے گھر دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ اپنے ساتھ ایک مہمان لیتا جائے۔'' حضرت ابو بکرؓ اپنے ساتھ تین آدمیوں کو لے کر آئے۔ عبدالرحمان کہتے ہیں کہ اس وقت ہمارے یہاں کل پانچ افراد تھے۔ میرے والدین، میں اور میری بیوی اور ایک خادم جو میرے اور میرے والد کے گھر دونوں جگہ کام کرتا تھا۔[49]

جداگانہ خاندانی نظام کے فوائد:

1. منفرد خاندان میں خواتین کو گھریلو معاملات میں آزادی حاصل ہوتی ہے ساس سسر اور نندوں کی بے جا دخل اندازی سے آزاد ہوتی ہیں۔
2. جداگانہ خاندانی نظام میں ذمہ داریوں کا بوجھ کم ہو جاتا ہے اور مرد کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہوتا ہے اور وہ اپنے اخراجات کو سامنے رکھ کر خرچ کرتا ہے اور اپنے والدین کی بھی مناسب دیکھ بھال کر سکتا ہے۔
3. جداگانہ خاندانی نظام میں بیوی کی توجہ کا مرکز اس کا شوہر اور اس کے بچے ہوتے ہیں۔
4. جداگانہ خاندانی نظام میں تمام افراد آزادی کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکتے ہیں۔
5. خواتین کو امور خانہ داری میں سسرال کی جانب سے کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی۔

جداگانہ خاندانی نظام کے نقصانات:

1. مشترکہ خاندانی نظام میں رہنے کی وجہ سے بچے اپنے بڑے بوڑھوں سے بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ جسکی وجہ سے بچے کی مناسب دیکھ بھال ہو سکتی ہے۔ جبکہ الگ گھروں میں رہنے کی وجہ سے بچے ان طور طریقوں اور روایات سے محروم ہو جاتے ہیں۔

48 Aldurul Mukhar,3,599

49 Sahi Bukhari ,ma,aa fathul bari ,2,2414,kitab al manakib ,Baab Allamatunabu,aat

Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 39-54
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar4

2. جداگانہ خاندانی نظام میں تمام ذمہ داریوں کا بوجھ صرف ایک آدمی کے کندھوں پر پڑ جاتا ہے۔ گھر کے تمام اخرجات اسے اکیلے برداشت کرنا پڑتے ہیں دکھ تکلیف میں ایک انسان اپنے آپ کو اکیلا محسوس کرتا ہے جبکہ مشترکہ خاندانی نظام میں سب ذمہ داریاں تقسیم ہو جاتی ہیں
3. جداگانہ خاندانی نظام میں بچہ تنہائی کا شکار ہو جاتا ہے کیونکہ مشترکہ خاندانی نظام میں کافی سارے بچوں کے بیچ میں رہنے کی وجہ سے وہ کھیل کود میں مصروف رہتا ہے اور اسے تنہائی کا احساس نہیں ہوتا۔
4. مشترکہ خاندانی نظام میں عورت کو تحفظ ملتا ہے ملازمت کی صورت میں عورت کے بچوں کو سنبھالنے کے لیے گھر میں کافی سارے لوگ موجود ہوتے ہیں۔
5. مشترکہ خاندانی نظام میں اخراجات کم ہوتے ہیں کیونکہ گھر کے دوسرے افراد بھی اخراجات میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں جسکی وجہ سے اخراجات کا بوجھ صرف ایک آدمی پر نہیں پڑتا۔

خلاصہ بحث:

یہ ایک حقیقت ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کی ضرورت ہیں اور نسل انسانی کی بقاء کے لیے ایک دوسرے کے محتاج ہیں اور انہی کے رشتے سے خاندان کی تشکیل ہوتی ہے مرد و عورت کو اپنے رشتہ کی پائیداری کے ساتھ ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو بھی سمجھنا چاہیے اور اسے نبھانے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے مرد گھر کا سربراہ ہوتا ہے اور اسے قوامیت کا درجہ حاصل ہے۔ اس لیے عورت کی ضرورت کو پورا کرنا مرد کی اولین ترجیح ہے۔ ہمارے معاشرے میں دو طرح کے نظام ہیں ایک مشترکہ خاندانی نظام اور دوسرا جداگانہ خاندانی نظام۔ دیکھا جائے تو دونوں نظام بہتر ہیں مشترکہ خاندانی نظام میں کمزور اور بوڑھے افراد کی دیکھ بھال اچھے طریقے سے ہو سکتی ہے کم سن اولاد کی کفالت ہو سکتی ہے بچوں کو بڑے بوڑھوں کے سائے میں پروان چڑھنے کا موقع ملتا ہے لیکن جہاں مشترکہ خاندانی نظام کے فائدے ہیں وہاں مشترکہ خاندانی نظام کے نقصانات بھی ہیں رہائش مشترکہ ہونے کی بناء پر شوہر اپنی بیوی کے حقوق پوری طرح ادا نہیں کر سکتا اور میاں بیوی کے درمیان حسن سلوک کا فقدان ہو جاتا ہے جسکی بناء پر بیوی اور بچے دونوں متاثر ہوتے ہیں میاں بیوی ایک ہی گھر میں رہنے کے باوجود بھی ایک دوسرے سے اجنبیت محسوس کرتے ہیں اور ساس بہو کے جھگڑے آئے دن سامنے آتے رہتے ہیں اور انہی جھگڑوں کی وجہ سے میاں بیوی کے تعلقات مزید خراب ہوتے ہیں اور نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے جس کی وجہ سے کئی گھر خراب ہوتے ہیں اور تنہائی ان کا مقدر بن جاتی ہے پردہ جو کہ عورت کے لیے بہت ضروری ہے مشترکہ رہائش میں رہتے ہوئے عورت اپنے پردہ کا خیال نہیں رکھ سکتی حالانکہ

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 39-54
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar4

اسلام عورت کے پردہ کی سخت تاکید کرتا ہے اور کسی غیر مرد کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت نہیں دیتا الگ گھر عورت کا حق ہے اور اسلام نے بھی اس کی اجازت دی ہے تاکہ عورت اپنے گھر میں لڑائی جھگڑوں سے دور رہ کر اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ سکون سے زندگی گزارے اسلام کے حوالے سے دیکھا جائے تو مشترکہ خاندانی نظام کا کہیں تصور نہیں ملتا حضور پاک ؐ اپنی تمام ازواج کو ایک ہی گھر میں بھی رکھ سکتے تھے لیکن خاندانی جھگڑوں اور پر سکون ماحول کے پیش نظر تمام ازواج مطہرات کے گھر الگ الگ تھے جس سے جداگانہ خاندانی نظام کی تائید ہوتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)